

اللہ تعالیٰ کی شان میں توہین

مصنف: علامہ عبدالستار ہمدانی ''مصروف'' (برکاتی، نوری)

ناشر: مرکز اہل السنۃ برکات رضا
امام احمد رضا روڈ، پور بندر، گجرات

یہ کتاب مصنف کی تاریخی کتاب ''شمشیرِ حق یعنی دھماکہ''
کے عنوان نمبر: ۲۸ میں مکمل شامل ہے۔

علمائے دیوبند نے صرف انبیاء واولیاء کی شان میں ہی گستاخی اور بے ادبی نہیں کی بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی شانِ عالی میں بھی نازیبا الفاظ اور مثالیں دے کر بے ادبی وتوہین کی ہے۔ اس بات کی مکمل تفصیل اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں:۔

اللہ تعالیٰ کی شان میں توہین

------: مصنف :------

خلیفۂ مفتی اعظم ہند، مناظر اہلسنت، ماہر رضویات، صاحب تصانیف کثیرہ،
حضرت علاّمہ عبدالستار ہمدانی ''مصروفؔ'' (برکاتی۔نوری) پوربندر۔(گجرات)

------: ناشر :------

مرکز اہلسنت برکات رضا۔ پوربندر (گجرات) Mob :- 9879303557

نام کتاب : اللہ تعالیٰ کی شان میں توہین۔ (اردو)
مصنف : مناظر اہلسنت، علامہ عبدالستار ہمدانی ''مصروفؔ'' (برکاتی،نوری)
کمپوزنگ : مولانا حامد رضاؔ غوثی - بنارسی - مرکز - پوربندر
تصحیح وتقدیم : علامہ ذکی رضاؔ غوثی - بدایونی - مرکز - پوربندر
تزئین وسیٹنگ : حافظ محمد عمران حبیبی - احمدآبادی - مرکز - پوربندر
سن اشاعت : ۲۳/نومبر ۲۰۱۸ء، مطابق ۱۴/ربیع الاول ۱۴۴۰ھ
ایڈیشن : اول - تعداد : ۱۱۰۰ (گیارہ سو)

--- : ملنے کے پتے : ---

(1) Mohammadi Book Depot. 523, Matia Mahal. Delhi
(2) Kutub Khana Amjadia. 425, Matia Mahal. Delhi
(3) Farooqia Book Depot. 422/C Matia Mahal. Delhi
(4) Maktaba-e-Raza. Dongri. Bombay
(5) New Silver Book Depot. Mohammad Ali Road. Bombay
(6) Maktaba-e-Rahmania. Opp: Dargah Aala Hazrat-Bareilly
(7) Kalim Book Depot. Khas Bazar, Tin Darwaja - Ahmedabad
(8) Noori Enterprise Opp : Dr. bipin vyas hospital - Anand

شرف انتساب

میں اپنی اس کاوش کواپنے آقائے نعمت، تاجدار اہلسنت، شہزادۂ سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت، ہم شبیہِ غوث اعظم، نائب امام اعظم، مظہر مجدد اعظم، سیدی وسندی وماوائی وملجائی

حضور مفتیٔ اعظمِ عالم حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں قبلہ

علیہ الرحمۃ والرضوان

کی ذات بابرکات سے منسوب کرتا ہوں۔

جن کی ایک توجہ نے میرے دل کی دنیا بدل دی اور مجھے وہابیت کی گمراہی کے دلدل میں غرق ہونے سے بچا کر ایمان کی لازوال دولت عطا فرمائی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کے بے شمار گل ان کے مرقد مقدس پر تاقیامت نازل ہوتے رہیں اور ان کے فیوض وبرکات سے ہم ہمیشہ مستفیض ومستفید ہوتے رہیں۔

آمین! بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔

۱۴/ربیع الاول ۱۴۴۰ھ،
مورخہ:۔ ۲۳/نومبر ۲۰۱۸ء
یوم الجمعۃ مبارکہ

خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ اور
خانقاہ نوریہ رضویہ بریلی شریف کا ادنیٰ سوالی
عبدالستار ہمدانی ''مصروف''
(برکاتی۔نوری)

فہرست مضامین

''اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہ ہوں ایسی مثالیں و جملے''

عام طور سے عوام المسلمین میں یہ بات مشہور ہے کہ وہابی دیوبندی تبلیغی جماعت کے لوگ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی شان میں بے ادبی، گستاخی اور توہین کرتے ہیں لیکن وہ لوگ توحید میں سراپا غرق ہوتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید کا جذبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے اور وہ لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان وعظمت کے خلاف ایک حرف تک نہیں بولتے بلکہ ایسا تصوّر تک بھی نہیں کرتے۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس اور خلاف ہے۔ وہابی دیوبندی تبلیغی جماعت کے متبعین کا توحید کے عقیدے کا پختہ اعتقاد جہالت پر مبنی ایک ناٹک، دکھاوا اور سراسر ریاکاری ہے۔ ان لوگوں کو توحید کی حقیقت، توحید کا پاس ولحاظ، توحید کے ادب واحترام کا تقاضہ، توحید کے لوازمات، اصول، بنیاد، دستور اور قواعد کا بالکل علم ہی نہیں۔ بلکہ یہاں تک کہنے میں بھی کوئی غلو اور مبالغہ کا شائبہ نہیں کہ وہابیوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید کے ''ت'' کی بھی صحیح معلومات نہیں۔ سراپا توحید کے سمندر میں غوطہ زن ہونے کے زعم، وہم اور گمان میں گمراہیت، جہالت، ضلالت اور خلاف توحید اعتقاد وارتکاب کے دلدل میں غرق ہیں اور شیطان کے ہاتھ کے کھلونے بنے ہوئے ہیں۔

وہابی مذہب میں توحید کے معنی اور توحید کی پہچان انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی شان میں توہین وگستاخی کرنا ہے۔ بزرگان دین کی توہین کا نام انہوں نے توحید رکھ لیا ہے بلکہ ان کی جہالت، توحید میں غرق ہونے کی شیخی، بے پرواہی، بے احتیاطی اور جہالت کا یہ عالَم ہے کہ انبیاء کرام واولیاء عظام کی شان میں توہین وبے ادبی کرنے کی سعیٔ مذموم میں ایسے بہکتے اور پھسلتے ہیں کہ جانے انجانے بلکہ جہالت کی شقاوت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی شان میں بھی گستاخی اور بے ادبی کا مجرمانہ ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہنے میں کوئی غلو یا مبالغہ نہیں کہ یہ لوگ صرف بارگاہِ نبوت وولایت کے ہی گستاخ وبے ادب نہیں بلکہ بارگاہِ الوہیت کے بھی گستاخ وبے ادب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان تقدّس کا انہیں پاس ادب ومطلق لحاظ نہیں۔

میری کتاب دھاکہ کے عنوان **نمبر:۲۷** میں آپ نے پڑھا کہ یہ لوگ کذب باری تعالیٰ کے امکان کے قائل ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان سُبُّوحٌ اور قدُّوسٌ کو یہ لوگ کذب کے عیب ونقص سے ملوّث کرنے کی سعیٔ ناکام میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ انہیں الوہیت کے مرتبۂ عالی کے ادب، احترام، تعظیم، توقیر، عزت، حرمت، تمیز، حفظ مراتب، پاس عظمت، وقعت، قدر ومنزلت اور تکریم کا بالکل علم واحساس ہی نہیں۔ کون سا لفظ یا جملہ یا صفت اللہ تعالیٰ کی شایانِ شان ہے اور کون سا لفظ وجملہ وصفت خلاف شانِ الوہیت ہے، اس لازمی قانون واصول سے یہ لوگ ناواقف اور انجان ہیں۔ اس کے باوجود اپنے آپ کو مخلص موحِّد اور ایک نمبر کا توحید کا پرستار وپاسبان سمجھتے ہیں اور اپنے مقابل دیگر سچے مؤمنین کو توحید کا منکر، مخالف اور نہ جانے کیا کیا

ٹائٹل سے نوازتے ہیں۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان تمام مذموم ٹائیٹل کے یہی وہابی لوگ ہی صحیح حقداراور لائق ہیں۔

صرف توحید کا زبانی دعویٰ کر لینے سے آدمی مُوَحِّد نہیں بن جاتا۔زبانی دعویٰ کے ساتھ ساتھ حفظِ شانِ الوہیت پر عمل پیرا ہو کر پاسِ ادب واحترام کا مکمل لحاظ ملحوظ رکھتے ہوئے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان میں صرف اور صرف کمال کا مظاہرہ کرنے والے الفاظ، جملے اور صفات کا ہی استعمال کرنا اتنا اشد ضروری ہے کہ اس میں ذرّہ برابر چوک وتقصیر سے ایمان وعمل کے اکارت وبرباد ہوجانے کا اندیشہ ہے۔لہذا اللہ تعالیٰ کے متعلق کی جانے والی گفتگو میں نہایت ہی احتیاط برتنا، رکھنا اور خبر دار وچوکنا رہنا لازمی وضروری ہے۔عام انسانوں کو جس طرح مُخاطَب کیا جاتا ہے یا عام طور سے لوگوں کے لئے جو جملے والقاب بولے جاتے ہیں، جس میں تعظیم وتوقیر کا فقدان اور توہین وتذلیل کی آمیزگی ہو، ایسے جملے یا الفاظ اللہ تعالیٰ کے لئے بولنا یا لکھنا ایمان وعمل کے لئے مُہلِک وضرر رساں ہے۔

ایک ضروری نکتہ حاضر ذہن رکھیں کہ بارہا دیکھا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بزرگ سے قربت، نزدیکی اور گہرے رشتے کا تعلق رکھتا ہو، تو اس کی ذہنیت یہ ہوجاتی ہے کہ حضرت سے جتنا قرب اور تعلق مجھ کو ہے، اتنا کسی کو نہیں۔اور حضرت جتنا میرا لحاظ فرماتے ہیں، اتنا کسی کا نہیں فرماتے۔اپنے اس زعم وگمان میں افزوں اعتماد کے تحت خود کو دیگر افراد سے ممتاز ومتفرق ثابت کرنے کے وہم میں وہ اس بزرگ کے ساتھ نہایت ہی قرابت کے سلوک کا مظاہرہ کرنے کی حرکتیں کرتا ہے اور اس بزرگ کے ساتھ بے تکلف گفتگو اور رویّہ اختیار کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ میرے لئے سب کچھ روا ہے۔میں حضرت

کے ساتھ جو کچھ کروں یا کہوں، مجھے حق واختیار ہے۔خود اعتمادی کی ضرورت سے زیادہ مقدار اور بہتات کے نشے میں بہک کر کبھی کبھی وہ بے ادبی اور بدتمیزی کا سلوک کر لیتا ہے۔حُب، چاہ، قرابت، نزدیکی اور محبت کے زعم وگمان میں گستاخی کر بیٹھتا ہے۔

بالکل یہی حال منافقین زمانہ وہابیوں کا ہے۔اللہ تعالیٰ کی توحید کا گویا انہوں نے ٹھیکا لے رکھا ہو، اس طرح وہ لوگ توحید کی پاسداری اور پاسبانی کے وہم وگمان میں دیگر مسلمانوں کے مقابلے میں خود کو اعلیٰ درجہ وقسم (**Super Quality**) کا موحد گردانتے ہیں اور ایسے خیال خام میں ڈگمگاتے ہیں کہ ہم کو اللہ تعالیٰ سے اتنا قرب حاصل ہو گیا ہے کہ اب ہمارا اللہ تعالیٰ سے براہ راست رابطہ(**Direct Contect**) ہو گیا ہے اور اللہ کو جتنا ہم جانتے ہیں، اتنا کوئی نہیں جانتا۔ہم جتنا مانتے ہیں، اتنا کوئی نہیں مانتا۔لہذا وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے حفظ مراتب اور پاس ادب سے انجان، بے خبر اور جاہل مطلق ہو کر ایسی ایسی حرکتیں کرتے ہیں اور ایسے جملے بکتے ہیں کہ الامان والحفیظ۔

درحقیقت یہ لوگ روح ایمان یعنی عشق رسول اور محبت رسول سے بالکل کورے ہونے کی وجہ سے توحید کی اصل حقیقت سے بھی کورے ہوتے ہیں۔مزید برآں **"کریلا اور وہ بھی نیم چڑھا"** کے مطابق یہ لوگ علم سے بے خبر اور جاہل ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی رزیل طینت اور فطرت کی وجہ سے بے لگام گھوڑے کی مانند اپنی زبان وقلم چلاتے ہیں۔ان کی زبان وقلم پر کسی قسم کی لگام یا کنٹرول نہیں ہوتا۔لہذا تیز رفتاری کے زعم میں ایسی ٹھوکریں کھاتے ہیں کہ خود تو لہولہان ہوتے ہی ہیں، ساتھ میں دوسروں کو بھی زخمی کر دیتے ہیں۔رزیل فطرت کی بناء پر اپنی زبان وقلم سے ایسے جملے اور الفاظ بولتے اور لکھتے ہیں کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مُخاطِب فوٹ پاتھ(**Foot Path**) کا کوئی موالی یا لوفر ہے۔

افسوس تو اس بات کا ہے کہ جنھیں توحید ورسالت کے مراتب کی نزاکت کا پاسِ ادب اور لحاظِ مرتبہ نہیں، ایسے گھٹیا قسم کے لوگ انگریزوں کی عنایت اور ایماء واشارے سے ملت اسلامیہ کے رہبر وپیشوا کے منصب پر جست لگا کر چڑھ بیٹھے تھے اور ستم بالائے ستم یہ کہ قلم ہاتھ میں تھام کر قرآن مجید جیسی پُر اسرار مقدس کتاب کے مترجم ومفسر بھی بن بیٹھے تھے۔ نتیجۃً قرآن مجید کے تراجم وتفاسیر میں ایسی ایسی خطرناک اور بھیانک غلطیاں ان سے سرزد ہوئی ہیں کہ ان کے ترجمہ شدہ قرآن کے تراجم پڑھنے والوں کے ایمان کے لالے پڑجائیں۔

جیسا کہ دھماکہ کتاب کے عنوان نمبر: ۲۷ میں آپ نے تفصیل سے پڑھا اور جانا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایسی صفات کو بھی متصف نہیں کرسکتے، جن میں نہ نقص ہو اور نہ ہی کمال ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کے لئے صرف صفاتِ کمال ہی استعمال کرسکتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر عیب ونقص سے پاک اور منزّہ ہے۔ ایسی صفت کہ جس میں عیب اور کمال دونوں نہ ہو، ایسی غیر طرفہ (Neutrality) صفت کا ذاتِ باری تعالیٰ کے لئے اِتّصاف منع ہے، تو ایسی صفت جو عیب اور نقص پر مشتمل ہو، اللہ تعالیٰ کو ایسی صفاتِ عیوب سے مُتّصف کرنا اشد حرام اور ممنوع ہے۔ لیکن توحید کے دعویداروں یعنی وہابی دیوبندی مکتبہ فکر کے مترجمین نے اپنے تراجم شدہ قرآن مجید کے تراجم میں ⊙ ہنسی کرنا ⊙ مکر کرنا یعنی دھوکہ، چھل، فریب، دغا کرنا ⊙ دھوکہ دینا ⊙ داؤ چلنا ⊙ بھول جانا ⊙ تمسخر کرنا یعنی مسخرہ پن، ہنسی مذاق، کِھلّی کرنا، ٹھٹھا کرنا ⊙ حیلے بنانا یعنی بہانہ، مکر، فریب، دھوکہ وغیرہ الفاظ اور جملے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے استعمال کرکے خود نے ہی توحید کے اعتقاد کے پردہ کے چیتھڑے اُڑا دیئے ہیں۔ حالانکہ ان کے تراجمِ قرآن میں سینکڑوں اغلاط پائے

جاتے ہیں، لیکن اس مضمون اور عنوان کی مناسبت سے صرف سات آیاتِ قرآن پیش خدمت ہیں۔ ان آیات کے غلط اور شان الوہیت میں توہین آمیز تراجم بھی پیش کئے ہیں۔ بعدہ ان آیات کا درست، صحیح اور ایمانی ترجمہ امام احمد رضا محقق بریلوی کے ترجمۂ قرآن المعروف بہ ''کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن'' سے برائے تقابل پیش کیا گیا ہے۔

آیت: ۱

''اللہ کے لئے ہنسی کرتا ہے کا ترجمہ کرنا''

"اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَیَمُدُّهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ"

(پارہ: ۱، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر: ۱۵)

ترجمہ از: ۔ **مولوی محمود الحسن دیوبندی۔** صدر المدرسین دار العلوم دیوبند: ۔

''اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے اور ترقی دیتا ہے ان کو ان کی سرکشی میں (اور) حالت یہ ہے کہ وہ عقل کے اندھے ہیں۔''

ترجمہ از: ۔ **مولوی ابوالاعلیٰ مودودی۔** بانی جماعت اسلامی ہند: ۔

''اللہ ان سے مذاق کررہا ہے۔ وہ ان کی رسّی دراز کئے جاتا ہے اور یہ اپنی سرکشی میں اندھوں کی طرح بھٹکتے جاتے ہیں۔''

✪ ایمانی ترجمہ از:۔ **اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق بریلوی:۔**

''اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔'' (کنزالایمان)

آیت:۲

''اللہ تعالیٰ کے لئے مکر کرنا کا ترجمہ کرنا''

''وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ''

(پارہ:۳، سورۃ ال عمران، آیت نمبر:۵۴)

ترجمہ از:۔ **مولوی محمود الحسن دیوبندی۔** صدر المدرسین دار العلوم دیوبند

''اور مکر کیا ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا مکر سب سے بہتر ہے۔''

✪ ایمانی ترجمہ از:۔ **اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق البریلوی:۔**

''اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر تدبیر والا ہے۔'' (کنزالایمان)

آیت:۳

''اللہ کے لئے دھوکہ دینے کا ترجمہ کرنا''

''اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ''

(پارہ:۶، سورۃ النساء، آیت نمبر:۱۴۲)

ترجمہ از:۔ **مولوی محمود الحسن دیوبندی۔** صدر المدرسین دار العلوم دیوبند:۔

''منافق (ان چالوں سے اپنے نزدیک) خدا کو دھوکہ دیتے ہیں (یہ اس کو کیا دھوکہ دیں گے) وہ ان کو دھوکے میں ڈالنے والا ہے۔''

✪ ایمانی ترجمہ از:۔ **اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق البریلوی:۔**

''بیشک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی ان کو غافل کر کے مارے گا۔'' (کنزالایمان)

آیت:۴

''اللہ کے لئے داؤ کرتا تھا کا ترجمہ کرنا''

''وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ''

(پارہ:۹، سورۃ الانفال، آیت نمبر:۳۰)

ترجمہ از:۔ مولوی محمود الحسن دیوبندی۔ صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند

''اور وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔''

✪ ایمانی ترجمہ از:۔ **اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق البریلوی:۔**

''اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر ہے۔'' (کنزالایمان)

آیت:۵

''اللہ کے لئے بھول جانا کا ترجمہ کرنا''

" نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ"

(پارہ:۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت نمبر:۶۷)

ترجمہ از:۔ **مولوی محمود الحسن دیوبندی۔** صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند

''بھول گئے اللہ کو، سو وہ بھول گیا ان کو۔''

✪ ایمانی ترجمہ:۔ **اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق البریلوی:۔**

''وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے، تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا۔'' (کنزالایمان)

آیت:۶

''اللہ کے لئے ٹھٹھا کرتا ہے، کا ترجمہ کرنا''

"فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ"

(پارہ:۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت نمبر:۷۹)

ترجمہ از:۔ **مولوی محمود الحسن دیوبندی۔** صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند

''پھر ان پر ٹھٹھے کرتے ہیں۔ اللہ نے ان سے ٹھٹھا کیا ہے۔''

✪ ایمانی ترجمہ از:۔ **اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق البریلوی:۔**

''تو ان سے ہنستے ہیں، اللہ ان کی ہنسی کی سزا دے گا۔'' (کنزالایمان)

آیت:۷

''اللہ کے لئے حیلے بنانے کا ترجمہ کرنا''

"قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا"

(پارہ:۱۱، سورہ یونس، آیت نمبر:۲۱)

ترجمہ از:۔ **مولوی محمود الحسن دیوبندی۔** صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند

''کہہ دے، اللہ سب سے جلد بنا سکتا ہے حیلے۔''

✪ ایمانی ترجمہ از:۔ **امام احمد رضا محقق البریلوی:۔**

"تم فرمادو، اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے جلد ہو جاتی ہے۔" (کنزالایمان)

مندرجہ بالا سات آیات مقدسہ کے تراجم کے ضمن میں دارالعلوم دیوبند کے صدرالمدرسین کے تراجم میں اللہ تبارک تعالیٰ کے لئے ⊙ ہنسی کرنا ⊙ مکر کرنا ⊙ دھوکہ دینا ⊙ داؤ چلنا ⊙ بھول جانا ⊙ ٹھٹھا کرنا اور ⊙ حیلے بنانا جیسے الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔ یہ تمام الفاظ عوامی سطح کے بلکہ فوٹ پاتھ کے موالی اور جہلاء کے روزمرہ کے استعمال کے الفاظ ہیں اوران الفاظ کا اگر کسی معززوشریف آدمی کے لئے استعمال کیا جائے، تو اسے ضرور بُرا لگے گا۔ بلکہ ایسے الفاظ کا کسی شریف آدمی کے لئے استعمال کرنے والے کو لوگ گستاخ، بے ادب، غیر مہذب، بداخلاق، شوخ، سفلہ، کمینہ، پاجی اور بدزبان وبدسرشت کہہ کر تحقیر وتذلیل سے اس کی سوشیل (Social) بیج کنی کرڈالیں گے۔ جن الفاظ کا کسی شریف آدمی کے لئے استعمال کرنا اخلاق وتہذیب کے خلاف، بدسلوکی، بدزبانی، بدتمیزی اور گستاخ میں شمار ہوتا ہے، ایسے غیر مناسب وغیر مہذب الفاظ کا علمائے دیوبند نے رب تبارک وتعالیٰ کے لئے استعمال کرکے اپنی توحید پرستی کے پرخچے اڑا کر رکھ دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو **سُبُّوح** اور **قدوس** ہے۔ ہرعیب اور نقص سے پاک ومنزّہ ہے، اس رب کے مقدس کلام قرآن مجید کے ترجمے میں جب ایسی قلابازیاں کرتے ہیں، تو عام بول چال اور اپنی وعظ وتقریر کی مجالس ومحافل میں کیسے گل کھلاتے ہوں گے؟ اس کا اندازہ مکتبہ فکر دیوبند کے لٹریچر کے مطالعہ سے اچھی طرح آجائے گا۔ تاہم ناظرین کرام کی خدمت میں چند حوالے ایسے پیش کرنے جارہے ہیں،

جن کو پڑھ کر قارئین کرام کی زبان سے بیساختہ نفرت ولعن وملامت کی صدا گونج اٹھے گی۔ آپ یقین کے ساتھ ان نام نہاد توحید کے پرستاروں کی توحید کش وتوحید شکن حرکات پر سرزنش کے تازیانے برسائیں گے۔ وعظ ونصیحت کی محافل ومجالس میں ان کی چرب زبانی اور بے احتیاطی کا جب یہ عالم ہے، تو ان کی نجی اور مجلس خاص میں ان کی بدکلامی کا کیا حال ہوگا؟ لیکن تعجب تو اس بات پر ہے کہ ان کی مجلس عام اور مجلس خاص کی تمام گفتگو ان کے بیوقوف چیلے چپاٹے لکھ لیتے تھے اور اپنی شان احمق کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسی پھوہڑ باتیں چھاپ کر منظر عام پر لادیتے ہیں۔ اور ان کا ایسا لٹریچر مجھ جیسے نقاد شخص کے ہاتھ پڑجاتا ہے اور قابل گرفت واعتراض بات پر تنقید ہوتی ہے، تو **بغلیں جھانکنے لگتے ہیں** اور مناسب وتسلّی بخش جواب دینے کے بجائے راہ فرار اختیار کرنے میں اپنی خیر وعافیت سمجھتے ہیں۔

اکثر شہروں اور دیہاتوں میں رات کے وقت کچھ جاہل، ان پڑھ اور لوفر قسم کے لوگ رات کے آخری حصّہ تک سڑکوں پر بیٹھ کر گپ شپ ہانکتے رہتے ہیں۔ بے معنی، بے مطلب، لغو، مہمل، واہیات، بے ہودہ اور نامعقول قسم کی گفتگو میں اپنا قیمتی وقت ضائع کرتے ہیں۔ ان کی سڑک سبھا (सभा) میں کبھی کبھی مذہبی باتیں بھی ہوتی ہیں۔ تب سڑک سبھا کے جاہل ارکان جہالت کبھی کبھی کفریات پر مبنی ایسے ایسے الفاظ اور جملے اپنی گندی زبان سے نکالتے ہیں کہ کان کے کیڑے جھڑ جائیں۔ سڑک چھاپ مجلس کے اراکین اپنی جہالت وبکواس میں **ایک سے بڑھ کر ایک** ہوتے ہیں۔ ان کی جہالت اور بے دینی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اُسے احساس ہی نہیں ہوتا کہ وہ اپنی زبان سے کیسا خطرناک اور ایمان کو تباہ کرنے والا جملہ بول رہا ہے۔ بس بولنا ہے اور ہنسی مذاق کرنا ہے۔

لگتا ہے کہ تھانوی صاحب یعنی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی جن کو وہابی دیوبندی گروہ اپنا پیشوا، مقتداء، اور حکیم الامت کہنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ ان کے ملفوظات کے مجموعہ پر مشتمل کتب کا مطالعہ کرنے سے ایسا لگتا ہے کہ تھانوی صاحب بھی شاید سڑک سبھا کے رکن ہوں۔ کیونکہ تھانوی صاحب کے ملفوظات میں لغویات، فحشیات، مہملات، واہیات، لایعنی بات اور زٹل گفتگو کی اتنی بھرمار ہے کہ حیرت کی انتہا نہیں۔ لیکن دیگر مسائل وعناوین کے علاوہ تھانوی صاحب نے اللہ تعالیٰ کے تعلق سے ایسے الفاظ اور جملے کسے ہیں اور ایسی رزیل مثالیں دی ہیں کہ یہ تمیز کرنا دشوار ہو جاتا ہے کہ یہ بات کوئی مولوی اور نام نہاد حکیم الامت کہہ رہا ہے یا فٹ پاتھ کا کوئی موالی؟

''شیطان کی حاضر جوابی اور اللہ نے اُسے نکال دیا''

شیطان نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ''بشر'' ہونے کی وجہ سے سجدہ نہیں کیا اور اس کی پاداس میں بارگاہ الٰہی سے مردود بنا کر اُسے نکالا گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اسے سجدہ نہ کرنے کی وجہ پوچھی، تو اس نے جواب دیا کہ آدم کو مٹی سے اور مجھے آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔ لہذا میں آدم سے افضل ہوں، یہ واقعہ ہر مسلمان کا بچہ بچہ جانتا ہے اور یہ واقعہ قرآن شریف میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

شیطان کو مردود بنا کر نکال دینے کی صرف ایک ہی وجہ تھی اور وہ **''نبی کی تعظیم سے انکار کرنا''** ہے۔ تعظیم نبی کے جرم کی سزا راندۂ بارگاہ اور رجیم یعنی مردود کی حیثیت سے تا قیامت شیطان بھگتتا رہے گا۔ لیکن دور حاضر کے منافقین کے پیشوا یعنی فرقۂ وہابیہ

کے نام نہاد حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے شیطان کے راندۂ درگاہ ہونے کی وجہ الگ ہی بتائی ہے۔

ذیل میں پیش کردہ عبارت کو اول تا آخر بڑے اطمینان اور غور و خوض سے پڑھیں:۔

> **''دیکھنا تو یہ چاہیئے کہ جواب ٹھیک بھی ہے یا نہیں۔ یوں تو شیطان نے بھی اللہ میاں کو جواب دے دیا تھا۔ جب پوچھا گیا تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ تو اس نے کہا'' خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْن '' حق تعالیٰ نے اس پر نکل جانے کا حکم دیا اور اس کے جواب کا جواب نہیں دیا۔ اگر کسی کے بک بک کئے جانے سے جواب ہو جائے، تو شیطان ایسا حاضر جواب تھا کہ ''حق تعالی کو نعوذ باللہ جواب نہ آیا''۔ تو بات یہ دیکھنا چاہیئے کہ جواب صحیح بھی ہے یا نہیں۔''**

حوالہ:۔

(۱) **''حسن العزیز''** ناشر :۔ مکتبہ تالیفات اشرفیہ، تھانہ بھون، ضلع مظفر نگر (یو. پی.)،
جلد:۴، حصہ: ۲، قسط: ۱۱، صفحہ:۳۱۱

(۲) **''ملفوظات حکیم الامت''** ناشر :۔ ادارہ اشرفیہ، دیو بند۔ (یو. پی.)،
جلد: ۲۰، صفحہ:۲۴۱

(۳) **''حسن العزیز''** ناشر :۔ مکتبہ تھانوی، دیو بند۔ سن طباعت ۲۰۱۴ء،
جلد:۳، صفحہ:۴۴۳

اس عبارت میں تھانوی صاحب نے بقول اعلیٰ حضرت امام عشق ومحبت، امام احمد رضا محقق البریلوی کے اس شعر:۔

ہر ایک اپنے بڑے کی بڑائی کرتا ہے
ہر ایک مُغ بچّہ مغ کا ایاغ لے کے چلے

کے مصداق بنتے ہوئے شیطان کی حاضر جوابی (Repartee) کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ **''یوں تو شیطان نے بھی اللہ میاں کو جواب دے دیا تھا۔''** اس جملہ کے تعلق سے کچھ لکھنے سے پہلے تھانوی صاحب نے اللہ تعالیٰ کیلئے **''میاں''** کا جو لفظ استعمال کیا ہے، اس کے ضمن میں اختصاراً صرف اتنا ہی عرض کرنا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے لفظ ''میاں'' کی نسبت کرنا سخت منع ہے۔ کیوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ستودہ صفات کے لئے صرف وہی الفاظ ہی بولے جاسکتے ہیں، جن میں صرف اور صرف صفتِ کمال ہو اور کسی قسم کے عیب کا شائبہ نہ ہو۔ یہاں تک کہ ذاتِ باری تعالیٰ کو ایسی صفت سے متصف کرنا، جس میں کوئی نقص نہ ہو اور کمال بھی نہ ہو، استعمال کرنا منع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت **''صفتِ کمال''** ہے، اور کیوں نہ ہو؟ کہ وہ ذات **سُبّوح وقُدّوس** ہر عیب ونقص سے پاک اور منزّہ ہے۔ جبکہ **''لفظ میاں''** اچھے اور برے دونوں اقسام کے معنوں سے مشترک (Homonym) ہے۔ اردو زبان کی مختلف لغات میں لفظ **''میاں''** کے متعدد معنی لکھے ہوئے ہیں۔ مثلاً ⊙ آقا ⊙ والی ⊙ خداوند ⊙ مالک ⊙ حاکم ⊙ سردار ⊙ خاوند ⊙ شوہر ⊙ خصم ⊙ بیٹا ⊙ دوست ⊙ یار ⊙ دیوث ⊙ بھڑوا ⊙ زنا کا دلال وغیرہ معنی وارد ہیں۔ شوہر، خصم، بیٹا، دیوث، بھڑوا اور زنا کا دلال وغیرہ کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے لئے کرنا سخت حرام، اشد حرام اور ناجائز ہے۔ حالانکہ آقا، والی، مالک، خداوند، حاکم وغیرہ اچھے اور کمال کی صفت کے معنی بھی وارد ہیں۔ المختصر! لفظ **''میاں''** اچھے اور برے دونوں معنوں سے مرکب ہے۔ لہذا لفظ **''میاں''** کا استعمال اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے سخت منع ہے۔ البتہ عوام المسلمین اور ان میں بھی بالخصوص جاہل لوگ اکثر وبیشتر اللہ تعالیٰ کو **''اللہ میاں''** کہتے ہیں۔ تھانوی صاحب بھی

اپنی **''شانِ جہالت''** کا مظاہرہ فرماتے ہوئے اور جاہلوں کے زمرے میں اپنی شمولیت کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے کلام میں **''اللہ میاں''** کے الفاظ کا استعمال کر رہے ہیں۔

دعویٰ تو بڑے تپاک اور دھوم دھڑکے کے شور اور غلغلہ کے ساتھ **مجدد** اور **حکیم الامت** کا کیا جاتا ہے لیکن بولی تو جاہلوں جیسی بولنے میں آرہی ہے۔ **یہ منہ اور مسور کی دال**۔ خیر! اب ہم اصل گفتگو کی طرف واپس پلٹتے ہیں۔ تھانوی صاحب کا کہنا کہ **''یوں تو شیطان نے بھی اللہ میاں کو جواب دے دیا تھا''** اردو زبان میں **''جواب دے دینا''** بطور محاورہ بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہ جملہ ایسے موقعہ پر بولا جاتا کہ کسی کے الزام کا منہ توڑ جواب دیتے ہوئے زبان کھولنا یا گستاخی اور بے ادبی سے کلام کرنا۔ عدالت میں فریق مقابل کے الزامات کا جواب دینا اور اپنے اس جواب سے مقابل پر غالب آنا۔ تھانوی صاحب اللہ تعالیٰ اور شیطان کے درمیان وقوع میں آئے ہوئے واقعہ کو کتنے خطرناک انداز میں اور رب تعالیٰ کی شان تقدس میں گستاخانہ طرز میں بیان کر رہے ہیں اور واقع شدہ بحث اور گفت وشنید میں شیطان کو فوقیت اور غلبہ دینے کے تیور وانداز میں کہہ رہے ہیں کہ ''شیطان نے بھی اللہ میاں کو جواب دے دیا'' یعنی ایسا جواب دیا کہ اس جواب کا جواب نہ بن سکے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے تھانوی صاحب نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے شیطان سے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ پوچھی، تو شیطان نے ایسا مدلل جواب دیا کہ **''اللہ تعالیٰ نے شیطان کے جواب کا جواب نہیں دیا''**۔ یعنی شیطان کا جواب اتنا مدلل اور معقول تھا کہ اس کا **''جواب الجواب''** اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا اور **''نکل جانے کا حکم دیا''** یہ جملہ بھی نہایت خطرناک نوعیت کا ہے۔ اس کو ذیل میں دی گئی مثال سے سمجھو۔

اگر کوئی افسر یا منتری اپنے کسی ماتحت یا ملازم کی کسی غلطی یا حکم کی بجا آوری میں کوتاہی یا نافرمانی پر گرفت کرے اور اس نافرمانی کا سبب دریافت کرے۔ اس پر وہ ملازم اپنی چرب زبانی کی بدولت ایسا معقول، مناسب، مدلل اور مُسکِت جواب دے کہ اس پر کوئی گرفت کرنا ممکن نہ ہو اور افسر کو ملازم کے خلاصہ پر خاموش ہو جانا پڑے اور افسر سے جواب الجواب نہ بن پائے، تو وہ اس چرب زبان اور حاضر جواب ملازم کو اپنی آفس سے ''گیٹ آؤٹ'' (**Get-Out**) کہہ کر نکال دے گا۔ اس معاملے میں حاضر جواب ملازم کا پلّہ بھاری رہے گا۔ بظاہر افسر کی افسردگی، پژمردگی، رنجیدگی ہی ثابت ہوگی کہ اس سے جواب نہ بن پالا لہٰذا ملازم کو نکال دیا۔

تھانوی صاحب بالکل اسی انداز میں واقعہ بیان کر کے معاذ اللہ رب العلمین کی شیطان کے مقابلے میں مغلوبی، اِضمحلال اور ساکت ہونا ثابت کرتے ہیں اور فقرہ کے آخری حصّہ میں ایک ایسا جملہ لکھ دیا کہ پڑھنے والے کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ تھانوی صاحب نے کہا کہ **''کسی کے بک بک کئے جانے سے جواب ہو جائے تو شیطان ایسا حاضر جواب تھا کہ حق تعالیٰ کو نعوذ باللہ جواب نہ آیا''**

دیکھئے! تھانوی صاحب بارگاہ رب العزت میں گستاخی بھی کر رہے ہیں اور اس گستاخی سے اپنی برأت اور پاکدامنی کا ناٹک کرتے ہوئے **''نعوذ باللہ''** کہہ کر دھوکا دے رہے ہیں۔ ارے جناب! شیطان کا نکالا جانا، شیطان کی حاضر جوابی، حق تعالیٰ کو جواب نہ آیا وغیرہ کو ایسے خطرناک انداز میں بطور مثال پیش کر کے خلاف شانِ الوہیت کی بکواس کرنا اور پھر اپنی صفائی میں اللہ کی پناہ کہنا، یہ سب باتیں ایسی بے ربط اور بے جوڑ ہیں کہ سیدھی سادی بات میں جھگڑا کھڑا کرنا ہی ہوا۔ **''جواب ٹھیک بھی ہے یا نہیں؟''** یہ

سمجھانے کے لئے تھانوی صاحب نے **''بات کا بتنگڑ بناڈالا''**۔ اور کوئی مثال نہ سوجھی بلکہ سوجھ بوجھ کو بالائے طاق رکھ کر بے محل وموقعہ مثال دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور ابلیس لعین کا مکالمہ پیش کیا اور اس کے ضمن میں شیطان کی حاضر جوابی اور معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کا لاجواب ہونا بتا کر اللہ تعالیٰ کی شانِ قدرت اور شانِ جبّاری پر ضرب شدید رسید کرنے کی گستاخی کی ہے۔

''جواب نہ آنا'' کا صاف مطلب یہ ہے کہ **''لاجواب ہونا''** اور لاجواب ہونا یہ عاجز اور مجبور ہونے کی وجہ سے ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ ایسا قادر، قدیر، جبار اور قوۃ وطاقت والا ہے کہ وہ کبھی بھی، کہیں بھی، کسی سے بھی، کسی بھی معاملے میں عاجز اور مجبور نہیں ہوتا اور نہ ہی مغلوب ہوتا ہے۔ ہمارا رب، ہمارا اِلٰہ، ہمارا معبود، ہمارا مسجود ایسا قوی، طاقت ور اور زبردست ہے کہ ہمیشہ غالب رہتا ہے۔ پوری کائنات اس کی محتاج ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشادِ باری ہے کہ **''اِنَّ اللّٰہَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ''** (پارہ:۲۷، سورۃ الذاریات، آیت نمبر:۵۸) ترجمہ:۔ بے شک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا، قوّت والا، قدرت والا ہے۔'' (کنزالایمان)۔ لیکن وہابی دیوبندی جماعت کے پیشوا تھانوی صاحب اللہ تعالیٰ کو شیطان کے سامنے دلیل بازی میں شکست سے دوچار ہونے والا، لاجواب اور عاجز بھی بتا رہے ہیں اور شیطان کی حاضر جوابی، ذہانت اور فوقیت کی سراہنا کر کے خود بھی اپنے توحید کی عقیدے اور اللہ تعالیٰ کی لامحدود ولا متناہی قوۃ کے اعتقاد کی دھجیاں اڑا رہے ہیں۔ پھر بھی بیوقوف لوگ تھانوی صاحب کو مجدد، حکیم الامت اور اپنا پیشوا مان رہے ہیں۔

”بقول تھانوی صاحب:۔ اللہ تعالیٰ پینشن یافتہ حاکم“

جو شخص مسخرہ (Jester / विदूषक) ہوتا ہے،اس کی عادت بلکہ فطرت ہی مذاق مسخری کی ہوتی ہے۔ ہر بات اور ہر معاملہ میں ٹھٹھا اور تمسخر کا پہلو نکال کر ہنسی اور کِھلّی کا سماں باندھ دیتا ہے اور مسخری کا رنگ جما دیتا ہے۔ وہ تمسخر کرتے وقت یہ نہیں دیکھتا بلکہ سوچتا بھی نہیں کہ اس وقت میں کہاں ہوں؟ کس ماحول میں ہوں؟ کس کے سامنے ہوں؟ کیا موقعہ ہے؟ بلکہ اپنی عادت وفطرت سے مجبور ہوکر اپنی خصلت اور عادت کی جھلکیاں دکھا کر ہی رہتا ہے۔ مبالغہ آرائی اور غلو سے پَرے ہوکر یہ کہنے میں کوئی زیادتی، تشدد یا افتراء نہیں کہ تھانوی صاحب کے ملفوظات پر مشتمل ضخیم کتب کا مطالعہ کرنے سے یہ بآسانی ثابت ہوتا ہے کہ تھانوی صاحب کی خُو اور خصلت میں ٹھٹھا، کِھلّی، تمسخر اور ہنسی مذاق کا بھاری غلبہ تھا۔ جس طرح ایک مسخرہ یہ نہیں دیکھتا کہ میں کس سے ہمکلام ہوں یا میرے سامنے مخاطب کون ہے؟ وہ اپنی عادت سے مجبور ہوکر تمسخر کے تنبورہ کے تار چھیر ہی دیتا ہے، چاہے پھر بے سرے اور بے تکے ہی راگ نکلیں۔ اسی طرح تھانوی صاحب بھی اپنی مجلس کی گفتگو میں تمسخر پن کو اتنی اہمیت وفوقیت دیتے تھے کہ وہ یہ نہیں دیکھتے تھے کہ اس وقت میں کس کے تعلق سے گفتگو کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے تعلق سے گفتگو کرتے وقت بھی ایسی مثالیں اور تمثیلات چسپاں کر دیتے تھے کہ شان الوہیت کے لائق نہ ہوں، ایسے جملے اور الفاظ کی چنچل زبان سے صادر ہوجاتے تھے۔

اس ضمن میں ذیل میں پیش کردہ کتاب ”حسن العزیز“ کی عبارت دیکھو:۔

”کانپور میں محمد جان ایک نوعمر اور نیک بخت صاحبزادے تھے۔ عشرہ کا زمانہ تھا۔ کہتے تھے کہ میں چلا آرہا تھا۔ ایک بڑھیا نے کہا کہ: بیٹا نیاز دیدو۔ میں نے کہا کس کی؟ اس نے کہا تم کو نہیں معلوم؟ ان دنوں میں اور کسی کی بھی نیاز ہوتی ہے سوائے امام حسین کے؟ تمہیں خبر نہیں، اس زمانہ میں تو اللہ میاں نے بھی منع کر رکھا ہے، میری بھی نیاز مت دیا کرو۔ خدا تعالیٰ گویا نعوذ باللہ، نعوذ باللہ، نعوذ باللہ پنشن یافتہ ڈپٹی اس زمانہ میں ہوجاتے ہیں، کہ کام کچھ نہیں کرتے۔ لوگ غضب کرتے ہیں۔ خدا کو ایسا سمجھتے ہیں۔ جیسے پینشن یافتہ حاکم، کہ اس کو کچھ اختیار نہیں۔“

حوالہ:۔

(۱) ”حسن العزیز“ ناشر:۔ مکتبہ تالیفات اشرفیہ، تھانہ بھون، ضلع مظفرنگر (یو. پی.)، جلد:۱، حصہ: ۳، قسط: ۱۸، ملفوظ:۴۵۳، صفحہ:۷۹

(۲) ”ملفوظات حکیم الامت“ ناشر:۔ ادارہ اشرفیہ، دیوبند۔(یو. پی.)، جلد: ۱۷، ملفوظ:۴۵۳، صفحہ:۶۵

(۳) ”حسن العزیز“ ناشر:۔ مکتبہ تھانوی، دیوبند۔ سن طباعت سنہ ۲۰۱۴ء، جلد:۱، ملفوظ:۴۵۳، صفحہ:۳۳۱

تھانوی صاحب نے بزرگان دین کی نذر ونیاز کا مذاق اڑانے کے جوش جنوں میں دانش وہوش سے ہاتھ دھو ڈال کر ایسی مثال پیش کرنے کی مذموم حرکت کی ہے کہ ان کی عقل کا دیوالہ اور ایمان کا جنازہ نکل گیا ہے۔

ماہِ محرم الحرام کے مہینہ میں بمقام کانپور محمد جان نام کے ایک نوجوان کا واقعہ نقل کرکے ایک جاہل بڑھیا کا جہالت پر مشتمل قول نقل کرکے، اس کے ضمن میں تھانوی صاحب نے جو بکواس کی ہے، وہ اتنی گھٹیاں قسم کی ہے کہ اس جاہل بڑھیا کے جہالت کے میعار سے تھانوی صاحب کی جہالت کا میعار بہت اعلیٰ اور اونچا نظر آتا ہے۔ راستہ میں چلے آنے والے نوجوان مولوی محمد جان سے ایک بڑھیا نے نیاز دے دینے کو کہا۔ محمد جان نے پوچھا کہ کس کی نیاز دے دوں؟ جواب میں بڑھیا نے کہا کہ ''محرم کے مہینے میں سوائے امام حسین کے اور کسی کی بھی نیاز نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا ہے کہ میری بھی نیاز مت دیا کرو۔''

بڑھیا کا مندرجہ بالا قول یقیناً اور نہایت ہی جہالت، خرافات اور دین سے کامل غفلت کی بناء پر تھا۔ لیکن بڑھیا کے اس قول کے ضمن میں تھانوی صاحب نے جو توضیح (Comment / आलोचना) کی ہے، وہ نہایت ہی خطرناک ہے۔ بڑھیا کا قول تو ہم نے اوپر نقل کر دیا۔ بڑھیا کے قول میں ہرگز یہ نہیں تھا کہ معاذ اللہ ''**گویا خدا تعالیٰ اس زمانہ میں پنشن یافتہ ڈپٹی ہو جاتے ہیں کہ کام کچھ نہیں کرتے**'' بلکہ یہ جملہ خود تھانوی صاحب نے اپنی طرف سے بطور افتراء، اتہام اور الزام کے کہا ہے یعنی تھانوی صاحب کا کہنا یہ ہے کہ دنیا میں جتنے بھی نذر و نیاز کا عقیدہ رکھنے والے ہیں یعنی دنیا میں جتنے بھی سنی مسلمان ہیں، ان کا یہ عقیدہ ہے کہ محرم کے دنوں میں اللہ تعالیٰ پنشن یافتہ (Retireon Pension) ڈپٹی ہو جاتے ہیں کہ کام کچھ نہیں کرتے۔

نوٹ:۔ لفظ ''ڈپٹی'' کے معنی ⊙ نائب ⊙ مددگار ⊙ Deputy ۔

(حوالہ:۔ فیروز اللغات، صفحہ نمبر: ٦٧٧)

صوبۂ اتر پردیس یعنی یو۔ پی میں ہر Deputy کو، چاہے وہ پولس کا نائب سپرڈنٹ ہو، چاہے پوسٹ ماسٹر جنرل کا نائب ہو، چاہے ضلع کلکٹر کا نائب ہو، ہر محکمہ کے افسر اعلیٰ کے نائب (Deputy) کو صرف ''ڈپٹی'' کہتے ہیں۔

ہاں! تو تھانوی صاحب نے دنیا بھر کے اہلسنت و جماعت کے مسلمانوں پر الزام عائد کرتے ہوئے جو یہ کہا ہے کہ خدا محرم میں پنشن یافتہ ڈپٹی ہو جاتا ہے۔ تو ہم پوچھتے ہیں کہ ⊙ ایسا کس سنی عالم نے کہا ہے؟ ⊙ ایسا کس سنی پیر طریقت نے کہا ہے؟ ⊙ ایسا کس معتبر و معتمد سنی عالم نے اپنی تقریر میں کہا ہے؟ ⊙ ایسا کس کس سنی معتبر و معتمد عالم نے اپنی کتاب میں لکھا ہے؟ ⊙ کتاب کا نام، جلد نمبر اور صفحہ نمبر کیا ہے؟ ⊙ کتاب کے ناشر کا نام و پتہ کیا ہے؟ ⊙ کتاب کا سن طباعت باعتبار ہجری و عیسوی کیا ہے؟ ⊙ کس معتبر خانقاہ سے ایسا اعلان ہوا ہے؟ ⊙ کس معتمد سنی دار العلوم، مدرسہ یا جامعہ نے ایسا حکم جاری کیا ہے؟ ⊙ اگر دینی افراد یعنی عالموں نے، یا اداروں نے یا خانقاہوں نے ایسا حکم صادر نہیں کیا، تو کس سماجی مسلم ادارے یا انجمن نے ایسا اعلان کیا ہے؟ ⊙ اگر کسی ادارے یا انجمن یا کمیٹی نے ایسا اعلان نہیں کیا تو اسلام کا اتباع کرنے والی کس قوم یا جماعت نے ایسا اعلان کیا ہے؟ ⊙ سادات جماعت، جماعت انصار، سپاہی جماعت، شیخ جماعت، میمن جماعت، کھتری جماعت، قوم پٹھان، قوم مغل وغیرہ کس نے ایسا اعلان کیا ہے؟ ⊙ اگر قوم یا جماعت کی سطح پر ایسا اعلان نہیں ہوا، تو انفرادی اور ذاتی و نجی طور پر کس شخص نے ایسا اعلان کیا ہے؟ ⊙ اس شخص کا پورا نام پتہ مع قومیت و پیشہ کیا ہے؟ ⊙ اس کی مذہبی حیثیت، قومی و سماجی، علمی، ثروتی، اقتصادی، تنظیمی حیثیت و صلاحیت کیا ہے؟

صرف ایک نام تھانوی صاحب کے متبعین، متوسلین، معتقدین، مریدین اور محبین بتادیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو پنشن یافتہ ڈپٹی کہا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ تمام مل کر، اجتماعی زور وطاقت اور تحقیق وتفتیش کی صعوبتیں جھیل کر بھی قیامت تک ایک نام بھی نہیں بتاسکیں گے کہ فلاں ادارے، خانقاہ یا فلاں شخص نے ایسا کہا ہے۔

تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ماہ مبارک محرم شریف کی نیاز کے معاملے میں یہ ''ڈپٹی'' بیچ میں کہاں سے ٹپک پڑا۔ اس جاہل بڑھیا نے ایسا کہا ہو، یہ ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ اس جاہل بڑھیا کو ڈپٹی (Deputy) اور پنشن (Pension) جیسے انگریزی الفاظ کی قطعاً معلومات نہ ہوگی۔ جب ان الفاظ کی ہی معلومات نہ تھی، تو اسے گفتگو میں استعمال کرنا کیسے ممکن تھا؟ لامحالہ بلکہ پختہ یقین ووثوق کے ساتھ کہنا پڑے گا کہ **''یہ جملہ تھانوی صاحب کے فاسد ذہن کا اختراع وایجاد ہے''**۔ یعنی تھانوی صاحب پوری دنیا کے اہل قبلہ ایماندار اور نیاز کے قائل مسلمانوں پر یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ نیاز کے قائل مسلمان اللہ تعالیٰ کو پنشن یافتہ حاکم (Officer) سمجھتے ہیں۔ حالانکہ تھانوی صاحب کے پاس اپنے عائد کردہ الزام کی تائید وصداقت کا ایک ادنیٰ سا بھی ثبوت نہیں۔ بلکہ بے بنیاد وبے ثبات غلط اتہام والزام بے قصور مسلمانوں کے سروں پر تھوپ دیا۔

تھانوی صاحب اپنے فاسد ذہن کی مندرجہ بالا اختراع پر رُکے نہیں بلکہ آگے چل کر یہاں تک کہہ دیا کہ **''لوگ غصب کرتے ہیں۔ خدا کو ایسا سمجھتے ہیں جیسے پنشن یافتہ حاکم کہ اس کو کچھ اختیار نہیں۔''** تھانوی صاحب اس الزام کو بھی ہرگز تا قیامت ثابت نہیں کرسکنے والے۔ اپنے فاسد ذہن کی اختراع اور پھر اس میں تمسخر کی آمیزش سے مخلوط بکواس سے بارگاہ خداوندی کی شان کے خلاف گستاخانہ جملہ بندی کی رزیل اور مذموم

حرکت سے اپنی باطنی شقاوت کا مظاہرہ تو کردیا لیکن اس کا الزام بے قصور مسلمانوں پر تھوپ دیا۔ ایسے الزامات، افتراعات، اتہامات علاوہ ازیں اللہ اور رسول کی شان کے خلاف جملے اور مثالیں تھانوی صاحب سے اتنی کثرت سے سرزد ہوئی ہیں کہ تھانوی صاحب پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ **''رنڈی تیرا یار مرگیا۔ کہا کونسی گلی کا؟۔''** تھانوی صاحب کے پھوہڑ پن پر مشتمل تمسخرات کی اتنی لمبی فہرست ہے کہ کس کس پر گرفت، تنقید اور تبصرہ کریں۔ المختصر! نام نہاد توحید کے ٹھیکیداروں، پرستاروں اور پاسبانوں یعنی منافقین زمانہ وہابی دیوبندی فرقہ کے متبعین کو توحید خالص کے پاسِ ادب کا لحاظ تک نہیں۔ عقیدۂ توحید کی روح یعنی رب کی شان سُبّوح وقُدّوس اور رب کی شان قدرت کے ادب واحترام اور تعظیم وتوقیر کا لازمی لحاظ، حفظ مراتب اور حرمت وعظمت کی رعایت سے ناواقف اور ایسے انجان ہیں کہ آنکھ پر پٹی باندھ کر سنگلاخ راہ پر اندھے بن کر دوڑتے ہیں اور ٹھوکریں کھاتے ہیں۔

''اللہ کو مشورہ دینے کی تھانوی کی تِلمِلاہٹ''

اب آیئے! ذیل میں پیش کردہ تھانوی صاحب کی ایک خطرناک عبارت کا بغور مطالعہ فرمائیں:۔

> **''مجھ سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ سود کیوں حرام ہے؟ میں نے کہا: اس واسطے کہ حق تعالیٰ نے اس کو حرام کیا ہے۔ کہا کہ حق تعالیٰ نے کیوں حرام کیا؟ میں نے کہا: میں**

اس وقت مشورہ میں شریک نہ تھا، جو وجہ پوچھ لیتا اور اگر شریک ہوتا، تب بھی یہی کہتا، جو آپ لوگ حکام دنیا کے مشوروں میں رات دن کہا کرتے ہیں، کہ جو حضور کی رائے ہو، یا شاید یہ بھی کہہ دیتا کہ مسلمانوں پر ایک وقت افلاس کا آنے والا ہے، لہذا اس کو حرام نہ کیجئے۔ مگر مجھ سے کسی نے پوچھا ہی نہیں۔''

حوالہ:۔

(۱) **''آداب افتاء والاستفتاء'' ناشر :۔** ادارہ افادات اشرفیہ، ہتھورا۔ باندہ (یو. پی.) **صفحہ: ۸۷**

(۲) ''آداب افتاء والاستفتاء'' ناشر :۔ ادارہ افادات اشرفیہ، لکھنؤ (یو. پی.) ملفوظ:۳۴، صفحہ: ۱۵۸

اس عبارت میں تو تھانوی صاحب نے فرقۂ وہابیت و دیوبندیت کے نام نہاد اور خود ساختہ شیش محل کو تمسخر اور کھلّی کے بم بلاسٹ (**Bomb Blaste**) سے پاس پاس اور ریزہ ریزہ کر ڈالا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے بے شمار صفاتی نام ہیں۔ ان اسماء مقدسہ میں سے ایک نام ''**عَلِیْم**'' اور ایک نام ''**خَبِیْر**'' ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو علم ہے اور خبر بھی ہے۔ یعنی ازل سے ابد تک جو کچھ بھی ہے، ہوا یا ہوگا، اللہ تعالیٰ کو اس کا علم بھی ہے اور خبر بھی ہے۔ کوئی بھی معاملہ، بات، چیز، حادثہ یا کسی کا کوئی بھی فعل، خیال، وہم، گمان، عزم، ارادہ غرض کہ کوئی بھی امر اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں۔ ہر ایک کا علم اور خبر اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا، ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ازلی، ابدی، سرمدی اور قدیم ہے، اسی طرح اللہ کی تمام صفات بھی ازلی ابدی سرمدی اور قدیم ہیں۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی ہیں۔ یعنی خود سے ہیں۔ کسی کی عطا نہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ ''**عَلِیْم**''، یعنی جانتا ہے، علم

والا ہے۔ سے یہی مراد ہے کہ اللہ کا علم ذاتی ہے۔ کسی کے سکھانے اور بتانے سے نہیں بلکہ خود سے اپنی ذات سے ہمیشہ سے جانتا تھا، جانتا ہے اور ہمیشہ جانتا رہے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ''**خَبِیْــــر**'' ہے، یعنی خبر دار ہے، خبر رکھتا ہے، اسے معلوم ہے۔ اس سے بھی یہی مراد ہے کہ اللہ کا خبیر ہونا ذاتی ہے۔ کسی کے بتانے یا اطلاع دینے سے نہیں بلکہ خود سے، اپنی ذات سے، ہمیشہ سے خبر رکھتا تھا، خبر رکھتا ہے اور خبر رکھے گا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات کو زوال، غروب یا ختم وضائع ہونا ناممکن ومحال ہے، اسی طرح اس کی کسی بھی صفت کو زوال، غروب، ختم ہونا یا ضائع ہونا ناممکن اور محال ہے۔

اللہ تعالیٰ **حاکم** ہے، **حکیم** ہے، اس کا ہر فعل، ہر ارشاد اور ہر حکم، خود اس کی مرضی سے ہے۔ اسے کسی کے مشورہ، صلاح یا تجویز کی ضرورت نہیں۔ وہ کسی کے مشورے یا صلاح وتجویز کا محتاج نہیں۔ اسے کبھی بھی کسی کے مشورہ کی ضرورت نہیں پڑی اور نہ کبھی ضرورت پڑے۔ وہ مالک ومختار خالق کائنات ہے۔ اس کا ہر فیصلہ خود اس کی مرضی سے ہے اور اس کا ہر فیصلہ اٹل، لازوال، قائم، دائم اور کبھی بھی ٹلنے والا نہیں۔ علاوہ ازیں اس کا ہر حکم اور فیصلہ مناسب، موزوں، راست، صواب، ٹھیک، خوب، سچّا، لائق، واجب، اور درست ہے۔ اسے خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ میرے حکم اور فیصلہ پر کتنے لوگ عمل کریں گے اور کتنے لوگ نافرمانی کریں گے۔ علاوہ ازیں وہ خوب جانتا ہے کہ میرے حکم وفیصلہ کا کیا اثر لوگوں پر پڑے گا۔ کس کس قسم کی ذہنیت ونوعیت کے لوگوں پر کیا کیا اور کیسا کیسا اثر پڑے گا۔ اسے سب معلوم ہے۔ اسے کچھ بھی بتانے کی یا مشورہ وصلاح دینے کی کچھ بھی ضرورت نہیں۔

لیکن بزعم خویش خود کو توحید کا سچا پرستار، خالص موحد اور توحید کی حقیقت کا راز

دار اور سمجھدار گردانتے کے کیفِ ضال میں دور حاضر کے منافقین ایسے لڑکھڑاتے اور ڈگمگاتے ہیں کہ ذلّت ورسوائی کی گندی نالی میں گرتے ہیں اور نجاست سے ملوّث وآلودہ ہوکر موردِ لعن وطعن بنتے ہیں۔ منافقین زمانہ یعنی وہابی دیوبندی فرقہ کے متبعین اپنے پیشوا کی اندھی عقیدت میں **اندھ کھوپڑی** بن کر بے وقوفی اور بے عقلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جاہل کو مجدد اور فسادی کو حکیم الامت کے لقب سے ملقب کرتے ہیں اور اس اناڑی کی تعریف وتوصیف کے کٹڈھنگے گیت کی راگنی آلاپتے ہیں۔

ابھی جو عبارت کتاب ''آداب الافتاء والاستفتاء'' کی پیش کی ہے، اس عبارت کو پھر ایک بار دیکھیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی زبان سے **لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه** کا ورد بے ساختہ جاری ہوجائے گا۔ واقعہ کی مختصر تفصیل پیش خدمت ہے کہ:۔

تھانوی صاحب سے کسی نے پوچھا کہ ''سود'' (**Interest / ब्याज़**) کیوں حرام ہے؟ تھانوی صاحب نے جواباً کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام کیا ہے۔ تھانوی صاحب سے پھر سوال پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے سود کیوں حرام کیا ہے؟ اس سوال کا تھانوی صاحب کتنے خطرناک اور فوٹ پاتھ کے موالی کے انداز میں جواب دیتے ہیں، وہ ملاحظہ فرمائیں۔ تھانوی صاحب نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ ''**میں اس وقت مشورہ میں شریک نہ تھا، جو وجہ پوچھ لیتا**''۔ جس کا صاف مطلب بقول تھانوی صاحب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کرنے سے پہلے ''**مجلس مشاورت**'' منعقد کی تھی۔ تاکہ آپس میں مشورہ کر کے طے کرلیں کہ سود کو حرام کرنا چاہیئے یا نہیں؟ اسی لئے تھانوی صاحب نے کہا ''**میں اس وقت مشورہ میں شریک نہ تھا**''۔ لیکن تھانوی صاحب نے سود کی حرمت طے کرنے کے لئے منعقد کی گئی ''**مجلس مشاورت**'' کی تفصیل نہیں بتائی کہ:۔

- مجلس مشاورت کب منعقد ہوئی تھی یعنی انسان کی تخلیق کے پہلے یا بعد میں؟
- کہاں منعقد ہوئی تھی۔ زمین میں یا آسمان میں؟
- اگر زمین منعقد ہوئی تھی تو خشکی (زمین) میں یا تری (سمندر) پر؟
- اگر آسمان میں منعقد ہوئی تھی، تو کون سے آسمان پر؟ پہلے یا دیگر آسمان پر؟
- مجلس میں شرکت کرنے والوں میں انسان، جنات، فرشتے وغیرہ کون کون تھے؟
- مجلس میں شرکت کی کن کن کو دعوت دی گئی تھی؟ مدعوئین کی تعداد کتنی تھی؟
- مدعوئین میں سے کتنے حاضر رہے تھے؟ اور کتنے غیر حاضر؟
- مجلس کا وقت کیا تھا؟ صبح، دوپہر، شام یا رات؟
- مجلس کا وقت کتنا تھا؟ گھنٹہ، دوگھنٹہ یا کم وبیش؟ **وغیرہ وغیرہ**

ان تمام باتوں کا تھانوی صاحب نے کوئی ذکر نہیں کیا۔ البتہ مشورہ کی مجلس کی شمولیت سے محروم اور باز رہنے کی شکایت اور افسوس ضرور کیا ہے۔

سود کے حرام ہونے کی حقیقت جو تھانوی صاحب نے گھڑ ہی ہے، حالانکہ اس ''تھانوی اختراع'' کو صداقت وحقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ لیکن برائے تنقید وشرعی گرفت کرنے کی نیت صالح اور مقصد حسن سے تھانوی کی بیان کردہ سود کی حرمت کے مشورہ کی مجلس کے تعلق سے ضروری گفتگو ذیل میں درج ہے:۔

- ''**میں مشورہ میں شریک نہ تھا**'' کہہ کر تھانوی صاحب اعتراف واقرار کر رہے ہیں کہ معاذ اللہ سود کو حرام کرنے کے تعلق سے اللہ تعالیٰ نے مشورہ کی مجلس منعقد کی تھی اور اس مشورہ کی مجلس میں تھانوی صاحب شریک نہ تھے لیکن مشورہ

کی مجلس ضرور قائم ہوئی تھی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کرنے کے تعلق سے مشورہ طلب فرمایا۔ (معاذ اللہ)

⊙ آدمی کوئی کام کا ارادہ کرتا ہے۔ لیکن وہ اس کام کے نتیجے اور انجام سے تشویش میں ہوتا ہے۔ لہذا وہ اس کام کے تعلق سے خوب غور وفکر کرتا ہے کہ یہ کام کروں یا نہ کروں؟ کام کے اچھے اور بُرے نتائج کے تعلق سے بنظر عمیق خوض وفکر کرتا ہے۔ اچھے اور بُرے نتائج کے مثبت ومنفی (**Plus-Minus**) عدد کا تخمینہ نکالتا ہے اور بعد میں کسی نتیجہ کو پہونچتا ہے۔ یا یہ بھی ہوتا ہے کہ نفی یا اثبات (**Yes or No**) میں کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا۔ تب اپنے ہمدرد، خیر خواہ اور بھلائی اندیش محبین ومخلصین سے مشورہ کرتا ہے۔ مشورہ اور صلاح دہندہ حضرات کے چلے جانے کے بعد جب وہ اکیلا پڑتا ہے، تب تنہائی میں مشورہ کی مجلس میں آئے ہوئے ہر شخص کی بات کو یکے بعد دیگرے اپنے ذہن کی یادداست کے پردے (**Screen**) پر دہراتا ہے اور پھر کسی نتیجہ کو پہنچتا ہے۔ احادیث کریمہ میں کسی کام کو انجام دینے سے پہلے مشورہ کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ مشورہ کرنا سنت ہے۔

⊙ قرآن مجید میں بھی مشورہ کے تعلق سے ارشاد ہے کہ "**وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ**" (پارہ:۴، سورہ آل عمران، آیت نمبر:۱۵۹) ترجمہ: "اور کاموں میں ان سے مشورہ لو" (کنزالایمان)

مشورہ ایک مفید امر ہے۔ لہذا مذہبی، سماجی ودیگر اعتبار سے مشورہ کی تعریف وتحسین فرمائی گئی ہے۔ لغت میں **مشورہ** = صلاح، باہمی

تجویز (حوالہ:۔ فیروز اللغات، صفحہ نمبر:۱۲۵۲) مشورہ کے معنی کسی امر میں رائے (**Advice**) دریافت کرنا۔

⊙ بظاہر دیکھا جائے تو مشورہ انسان کی ایک کمزوری کا تدارک ہے۔ جب آدمی کسی کام کے صحیح نتیجے کی پرکھ، پہچان اور ٹھوس معلومات کا قیاس نکالنے سے عاجز اور مجبور ہوجاتا ہے، تب یہ حکم دیا گیا ہے کہ مشورہ کرو۔ تاکہ عاجزی اور مجبوری کے عالم میں کوئی غلط یا نقصان دینے والا فیصلہ نہ کربیٹھو۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کو کسی بھی کام میں سوچنے، پرکھنے اور قیاس کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ عاجز اور مجبور ہونے سے پاک ہے۔ کیونکہ عاجز اور مجبور ہونا، یہ عیب ونقص ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب اور ہر نقص سے پاک اور منزہ ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کو کسی سے مشورہ یا صلاح کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ قادر وقدیر ہے کہ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "**اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ**" (پارہ:۲۳، سورہ یٰسین، آیت نمبر:۸۲) ترجمہ: "اس کا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے، تو اس سے فرمائے: ہوجا۔ وہ فوراً ہوجاتی ہے۔" (کنزالایمان)۔ اللہ تعالیٰ ایسا قادر مطلق ہے کہ اسے اپنے کسی بھی کام میں سوچ بچار، تاخیر وتوقف یا کسی سے مشورہ لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو چاہے، تو اسے اس کام کو انجام دینے میں کسی بھی قسم کی کوئی کاروائی (**Proceeding**) کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔ بلکہ صرف "**کن**" یعنی "**ہوجا**" صرف اتنا فرمادینے سے وہ چیز ہوجاتی ہے۔ مثلاً

اگراللہ تعالیٰ چاہے کہ فلاں چٹیل میدان میں ایک عالی شان محل بن جائے، تواسے کسی قسم کی کوئی کاروائی کرنے کی ضرورت نہیں۔یعنی کسی مستری سے بات کرکے اسے تعمیری کام کا ٹھیکہ دینا، پتھر، چونا، بالو،لکڑی ودیگراشیاء ضرورت فراہم کرنا۔کام کوانجام دینے کے لئے مزدوروں کی فوج جمع کرنا، مہینوں بلکہ برسوں تک جاری تعمیری کام کی نگرانی کرنا،حسب ضرورت ترمیم، اضافہ وغیرہ کرنا۔ کچھ بھی اہتمام یاکسی بھی قسم کی کوئی کاروئی کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ صرف اتنافرمادینا ہے کہ **''کن''** یعنی ہوجا۔اللہ تعالیٰ کے ایک **''حکم کن''** سے آن کی آن میں بلکہ آنکھ کی پلک جھپکنے سے بھی کم وقت میں اس چٹیل میدان میں ایک بےمثل ومثال عالیشان محل بن جائے گا۔ایسے قادرمطلق رب تبارک وتعالیٰ کے لئے وہابی دیوبندی تبلیغی جماعت کا حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی معاذاللہ یہ کہہ رہاہے کہ اللہ تعالیٰ نے سودکو حرام کرتے وقت مشورہ کرنے مجھےنہیں بلایا۔توبہ..... توبہ..... یہ ہےان نام نہادتوحید کے پرستاروں وہابی دیوبندی جماعت پیشواؤں کی توحید پرایمان کی حقیقت۔وہابی اپنے خداکومشورہ کامحتاج مانتے ہیں اورخداکومشورہ دینے کی شیخی مارنے کی کھجلی اٹھنے کے عالم میں ان کی شوخ اورچنچل قلم کوبھی ایسی بیقراری کی چُل اٹھتی ہے کہ کیاکاکیالکھ(گھس)مارتے ہیں اوربےایمانی کی گہری اورگندی نالی میں غرق ہوجاتے ہیں۔

⊙ تکبّر،انانیت اورخودستائی کی مے سےمخمورتھانوی صاحب کےچنچل اورشوخ بےلگام قلم نے ایمان شکن کروٹ لیتے ہوئے سمّ قاتل کےنکھرے دکھاتے

ہوئے عبارت کے آخرمیں جولکھاہے، اس کی طرف قارئین کرام کی توجہ مُلتَفِت کرنادرکارہے کہ تھانوی صاحب نےعبارت کی ابتداءمیں ان کومجلس مشاورت میں شریک نہ کرنے کی شکایت کی ہے،سوال پوچھنے والےکودوٹوک **جواب دیتے** ہوئے کہہ دیا کہ میں مشورہ میں شریک نہ تھا، جووجہ پوچھ لیتا۔ اتنا کہنے کے بعداب دل میں اللہ تعالیٰ کومشورہ دینے کی اُمنگ اورترنگ نے ولولہ انگیز جوش مارا۔اللہ تعالیٰ کومشورہ دینے کی حسرت اورآرزومَن میں دبی کی دبی تھی، وہ شوخ تیورکےساتھ اُبھری۔خیال خام کی تکمیل میں دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ چاہے میں مشورہ میں شریک نہ تھا۔لیکن اللہ تعالیٰ کوجومشورہ دیناتھا، وہ میں بھولانہیں۔ مجھے برابریادہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو کیامشورہ دینے والاتھا؟اگرمیں مشورہ کی مجلس میں شرکت کی سعادت حاصل کرسکتاتو **''شاید یہ بھی کہہ دیتا کہ مسلمانوں پرایک وقت افلاس کا آنے والا ہے۔لہذااس کوحرام نہ کیجئے۔''**

⊙ تھانوی صاحب کا مندرجہ بالا جملہ کیسی خطرناک نوعیت کا ہے، وہ ملاحظہ فرمائیں۔ تھانوی صاحب کی اللہ تعالیٰ کومشورہ دینے کی آرزواورتمنااگر بالفرض بلکہ لامحالہ پوری ہوتی،تواس مشورے کی مجلس میں تھانوی صاحب خاموش بیٹھنے والے نہ تھے بلکہ بزعم خوش اپنے مفید مشورے سے نوازنے والے تھےاوروہ یہ کہ مجلس مشاورت میں تبادلۂ خیال کے بعداگراللہ تعالیٰ سود کوحرام کرنے کافیصلہ فرماتا،توتھانوی صاحب اللہ تعالیٰ کوروکتااورحرمت سود کے فیصلہ کوواپس لینے کے لئے اللہ تعالیٰ کوسمجھاتے ہوئے تھانوی صاحب

کہتے کہ ''**اس کو یعنی سود کو حرام نہ کرو**''۔ اپنی اس رائے کی صداقت، حقانیت، موزونیت کا ثبوت دیتے ہوئے تھانوی صاحب یہ کہتے کہ میں آپ کو سود کو حرام نہ کرنے کا جو مشورہ دے رہا ہوں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ''**مسلمانوں پر ایک وقت افلاس کا آنے والا ہے۔**''

نوٹ:۔ **اِفلاس = ⊙ مفلسی ⊙ تنگدستی ⊙ غریبی ⊙ ناداری ⊙ فِلاکت**

(حوالہ:۔ فیروز اللغات، صفحہ نمبر:۱۰۴)

⊙ اردو زبان کی ایک مثل ہے کہ ''**یہ منہ اور مسور کی دال**''۔ تھانوی صاحب اس مثل کے مصداق بنتے ہوئے اپنی ذہانت، متانت، خیالات کی پختگی، تخیّل کی سنجیدگی، دوراندیشی کی اُستواری اور مستقبل کے حوادث پر اپنی آگہی اور واقفیت جتا کر اپنی اہمیت، وقعت اور منزلت باور کرانا چاہتے ہیں کہ معاذ اللہ سود کی حرمت نافذ فرما کر اللہ تعالیٰ نے جو حکم صادر فرمایا ہے، وہ درست نہیں۔ کیونکہ مستقبل کے حوادث سے ناواقفیت اور غفلت کی وجہ سے سود کی حرمت کا حکم نافذ کرنا نقصان دہ اور اقتصادیات و معاشیات کے لئے ضرر رساں ہے۔ لہذا رب تعالیٰ کو خبردااور آگاہ کر دیتا کہ ''**مسلمانوں پر ایک وقت افلاس کا آنے والا ہے۔**'' یعنی مسلمانوں کی تجارتیں اور آمدنی کے دیگر ذرائع بند ہونے والے ہیں، البتہ کچھ پونجی بطور نقد (Cash Liquid) ان کے پاس ہوگی، وہ رقم سود پر دے کر اس کی آمدنی پر گزارا کریں گے۔ جب آمدنی کا صرف ایک ہی ذریعہ سود کی آمدنی ہی باقی رہے گی، اور اگر اسے بھی حرام قرار دیا جائے گا، تو مسلمان کھائیں گے کیا؟ **لہذا اس کو یعنی سود کو حرام مت کرو۔**

⊙ تھانوی صاحب کا یہ کہنا کہ اگر میں مشورہ کی مجلس میں شریک ہوتا، تو یہ مشورہ دیتا کہ ''**سود کو حرام نہ کیجئے**'' اور اپنے مشورے کی افادیت، موزونیت اور زیبائش میں اللہ تعالیٰ کو خبردار کرتے ہوئے کہتا کہ ''**مسلمانوں پر ایک وقت افلاس کا آنے والا ہے۔**'' تھانوی صاحب کے مذکورہ دونوں قول کا اجتماعی ماحصل یہ ہے کہ معاذ اللہ:۔

(ا) اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دینے کا جو فیصلہ اور حکم صادر فرمایا ہے وہ غور طلب ہے۔ بلکہ نظر ثانی کرنے کے لائق ہے۔ جس کا صاف اور صریح مطلب یہی ہے کہ سود کی حرمت کا فیصلہ جلد بازی اور عجلت کا ثمرہ ہے۔ لہذا اس پر نظر ثانی (**Revise/पुन:विचारणा**) درکار ہے۔ کیونکہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ ''مسلمانوں پر غربت کا دور آنے والا ہے'' اور سود کے کاروبار پر ہی ان کی گزر بسر ہوگی۔ میں اپنی ٹھوس معلومات کی بنا پر ہی مطلع کرتا ہوں اور گذارش کرتا ہوں کہ سود کی حرمت کا جو فیصلہ ہے، اسے تبدیل فرمائیں۔ کیونکہ سود کا حرام ہونا، آنے والی مسلم نسل کے لئے دقّت اور مصیبت کا باعث ہے۔ تھانوی صاحب کی اس منطق کا صاف مطلب یہی ہوتا ہے کہ سود کی حرمت کا جو فیصلہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے، وہ معاذ اللہ مناسب نہیں۔ عجلت اور جلد بازی میں اور مستقبل میں قوم مسلم کی خستہ حالی اور افلاس کی کیفیت سے بے خبر اور انجان ہونے کی صورت میں کیا گیا نقصان دہ فیصلہ ہے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

⊙ تھانوی صاحب کا مندرجہ بالا مقولہ سراسر قرآن مجید کے حکم اور ارشاد کے خلاف ہے کیونکہ قرآن شریف میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفت ''خبیر'' کا

ذکر ہے۔ لغت میں لفظ **خبیر** = خبر رکھنے والا، جاننے والا، دانا (حوالہ:۔فیروز اللغات صفحہ نمبر:۵۸۵) ہے۔ قرآن مجید میں:۔

لفظ **"خَبِیْرٌ"** ← ۳۳ رمرتبہ

لفظ **"خَبِیْراً"** ← ۱۲ رمرتبہ

کل ← ۴۵ رمرتبہ آیا ہے۔

یہاں پر ہم صرف دو(۲) آیات پیش کرتے ہیں:۔

آیت:۱	**"وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ"** (پارہ:۷،سورۃ الانعام،آیت نمبر:۷۳) ترجمہ:۔ "اور وہی ہے حکمت والا خبردار۔" (کنزالایمان)
آیت:۲	**"وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ"** (پارہ:۷،سورۃ الانعام،آیت نمبر:۱۰۳) ترجمہ:۔"اور وہی ہے نہایت باطن پورا خبردار۔" (کنزالایمان)

قرآن شریف تو رب تبارک وتعالیٰ کے لئے فرمائے کہ **"اللہ تعالیٰ پورا خبردار"** ہے۔لیکن وہابیوں کا پیشوا تھانوی صاحب یہ کہتا ہے کہ مستقبل میں مسلمانوں پر جو افلاس کا دور آنے والا ہے، اس سے اللہ تعالیٰ انجان ہے۔جبھی تو سود کو حرام کیا ہے، مستقبل میں مسلمانوں کا گزارا صرف سود کے کاروبار پر ہوگا، اس حقیقت سے معاذ اللہ رب تعالیٰ بے خبر ہے۔لہذا سود کو حرام کیا ہے۔اگر میں وہاں یعنی سود کی حرمت کے تعلق سے منعقد کی گی مشورے کی نشست میں موجود ہوتا، تو رب تعالیٰ کو آگاہ اور خبردار کرتا اور سود کو حرام کرنے سے روکتا۔

⊙ تھانوی صاحب کو اس بات کا بھاری صدمہ اور افسوس ہے کہ سود کو حرام کرنا چاہیئے یا نہیں؟ اس معاملے میں جو مشورہ کرنے کی مجلس منعقد کی گئی تھی اس میں تھانوی صاحب کو شرکت کی سعادت ودعوت نہ ملی تھی۔لہذا تھانوی صاحب کی رائے لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوا۔اس پر تھانوی صاحب اظہار رنج اور قلق کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ **"مگر مجھ سے کسی نے پوچھا ہی نہیں؟"** واہ! رب کے مشیر بننے کی خواہش رکھنے والے جاہل واہ! جہالت کی بھی حد ہوگئی۔دعویٰ تو منصب مجدد کا اور اتنا بھی نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ "خبیر" یعنی "خبردار" ہے۔جو کچھ ہوگیا، ہو رہا ہے اور ہونے والا ہے، وہ تمام اللہ تعالیٰ جانتا تھا، جانتا ہے اور ہمیشہ کے لئے جانتا رہے گا۔لیکن جاہل مجدد اور اجہل حکیم الامت کو یہ بھی نہیں معلوم، اسی لئے تو بک دیا کہ ایک زمانہ وہ آنے والا ہے، جس زمانہ میں مسلمان غریبی، مفلسی، اور بے سروسامانی کا شکار ہوں گے۔تجارت یا دیگر صنعات نہ ہونے کی وجہ سے آمدنی کے ذرائع نہ ہوں گے۔صرف سود کے کاروبار سے ہی روزی۔روٹی کمائیں گے۔سود کا کاروبار اور سود کی آمدنی پر ہی مسلمانوں کا چھٹکارا (Salvation / संकट से बचाव) ہوگا۔لہذا رب تعالیٰ کو میں سود کو حرام کرنے سے روکتا اور حرام نہ کرنے کا مفید مشورہ دیتا۔

”وہابی صرف نبی کے ہی گستاخ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے بھی گستاخ ہیں“

عام طور سے لوگوں میں یہی مشہور ہے کہ وہابی لوگ انبیاء واولیاء کی شان میں ضرور گستاخی و بے ادبی کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی جناب میں وہ لوگ نہایت باادب اور سچے موحد ہیں۔توحید کے سچے متوالے ہیں۔ اللہ کی محبت میں دیوانے ہیں۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہابی اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان ارفع واعلی میں بھی گستاخی اور بے ادبی کرنے میں جری اور دلیر ہیں۔ان کا توحید کا دعویٰ صرف دکھاوا، ریا اور تصنّع کا دعویٰ ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ کا ادب، لحاظ، پاسِ مرتبت، تعظیم، احترام، توقیر، حرمت، عزت، تمیز، وقعت اور قدر ومنزلت کی ان کو کوئی پرکھ وعلم ہی نہیں۔ بس صرف توحید۔۔توحید کی رٹ لگانے کے سوا کچھ آتا ہی نہیں۔توحید کی پاسداری کے ٹھیکے دار ہونے کا دعویٰ تو ضرور کرتے ہیں، لیکن وہ ”توحید کی ت“ سے بھی واقف نہیں۔ابلیس کے ہاتھ کا کھلونا اور مسخرہ بن کر شیطان کی ڈگڈگی کے بے سرے راگ پر توحید کے نام کا بے معنی ومطلب گیت آلاپتے ہیں اور ناچتے ہیں۔توحید کی حقیقت سے بالکل انجان اور بے خبر ہو کر شان الوہیت میں نازیبا الفاظ اور جملے بولتے اور بکتے ہیں اور اسی خیال خام میں رہتے ہیں کہ ہم ہی سچے اور پکّے توحید کے پرستار ہیں۔ ہمارے علاوہ جتنے بھی مسلمان ہیں، وہ لوگ شرک وبدعت میں مبتلا ہیں۔ایسے جاہل، ان پڑھ، گمراہ اور گمراہ

گر دین کے رہبر اور ٹھیکیدار بن کر ملت اسلامیہ کے پیشوا اور ھادی کا رول ادا کرنے کی سعیٔ بیجا میں رہتے ہیں اور خود کو دین کا رہبر اور ملت کا قائد گردانتے ہیں اور توحید کی بے تُکی تاویل وتشریح کرنے میں قلابازی کے ایسے کرتب دکھاتے ہیں کہ رات کو دن اور دن کو رات ثابت کرنے کی بیوقوفی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان کامل کے وہم وگمان میں ایسی ایسی بیہودہ باتیں اپنے گندے ذہن اور دہن سے نکالتے ہیں کہ ان کے ایمان کے طوطے تک اڑ جاتے ہیں۔

”نانوتوی کا خواب: میں اللہ کی گود میں بیٹھا ہوں“

علمائے دیوبند کی ہمیشہ یہی کوشش وعادت رہی ہے کہ وہ ہمیشہ ایسے واقعات، خواب اور اقوال بیان کرتے ہیں کہ جن کے ذریعے لوگوں کو یہ باور کرایا جا سکے کہ ان کو ہی اللہ تعالیٰ کے قرب، نزدیکی، بے تکلفی، انس، محبت اور بے حجابانہ لگاؤ ہے۔اپنی اس شوخی اور ڈینگ کی تکمیل کے لئے ہمیشہ گپ سپ اور اناپ شناپ باتیں کہتے اور لکھتے رہتے ہیں۔ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کی توحید وعظمت ومنزلت کا ہرگز اظہار نہیں بلکہ اپنی بڑائی، بزرگی اور قرب الٰہی کی شیخی ہوتی ہے۔ مولوی قاسم نانوتوی کے ایام طفلی کا ایک خواب مولوی مناظر احسن گیلانی نے ”سوانح قاسمی“ کتاب میں لکھا ہے اور اس کتاب کو دار العلوم دیوبند نے شائع کیا ہے۔خواب اس طرح ہے کہ:۔

''مولوی صاحب (یعنی حضرت نانوتویؒ) نے ایام طفلی میں یہ خواب دیکھا تھا کہ گویا میں، اللہ جل شانہٗ کی گود میں بیٹھا ہوا ہوں۔''

حوالہ:۔ (۱) ''سوانح قاسمی'' ناشر :۔ دارالعلوم دیوبند۔(یو.پی.)، جلد: ۱، صفحہ: ۱۳۱

بچپن میں جو خواب دیکھا وہ اچھا تھا یا برا، یا پھر باشعوری کے عالم میں تھا یا بے شعوری کے عالم میں تھا؟ اس سے کوئی بحث نہیں اور نہ ہی ہمیں اس سے کوئی مطلب ہے۔لیکن اتنا ضرور ہے کہ یہ خواب چھاپنے میں ضرور کوئی منفعت منقوشِ خاطر یعنی ذہن نشین ہے اور وہ یہ ہے کہ نانوتوی صاحب کی عظمت اور علو مرتبت کا اظہار کرنا۔ نانوتوی صاحب کی جلالت و رفعت کا گھنٹا بجانے کی خواہش ، ہوس اور حرص میں ایسی اندھی چھلانگ لگائی کہ یہ بھی نہ دیکھا کہ جس کو ہم منزل مقصود سمجھ کر اندھی دوڑ لگاتے ہیں، وہ ایک گہرا کھڈا ہے اور اس میں ایمان کش آگ بھڑک رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے گود ثابت کرنا یا اللہ کی گود میں کہنا ، یہ قطعاً الوہیت کے خلاف ہے۔ اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ چاہے پتلون، پائجامہ، لونگی، کرتہ، قمیص، چڈی، بنیان سب کچھ اُتر جائے مگر سر پر عظمت و رفعت کی پگھڑی بندھنا ضروری ہے۔

پہلی بات تو یہ کہ نانوتوی صاحب کا بچپن میں دیکھا ہوا خواب تقریباً پچاس سال بعد یعنی ۱۳۹۸ھ میں نانوتوی صاحب کے آنجہانی ہونے کے بعد شائع کرنے کا کیا مطلب ہے؟ صرف یہی کہ نانوتوی صاحب کی سوانح حیات پہ لکھی گئی کتاب کے

پڑھنے والے کو یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ اس وقت آپ جس کی سوانح حیات کا مطالعہ کر رہے ہو، وہ کوئی معمولی شخص نہیں تھا بلکہ ان کے مرتبہ کی بلندی اور رفعت کا یہ عالم تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی گود میں بیٹھنے سے مُشرف ہونا، بچپن ہی میں خواب میں دیکھا کرتے تھے۔ اپنے پیشوا کا مرتبہ بلند سے بلند تر ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے لئے نہ کہنے کی بات کہہ دی۔ یعنی کہ اللہ تعالیٰ کی گود میں بیٹھنے کی بات۔ یہ تو اردو زبان کی مشہور مثل **''گدھا گیا دُم کی تلاش میں۔ کٹا آیا کان''** جیسی بات ہوگئی۔

مسلمان کا بچہ بچہ اس عقیدے کی حقیقت سے اچھی طرح واقف ہے اللہ تعالیٰ جسمانی اعضاء سے پاک، مبرّا، بری اور منزّہ ہے۔ البتہ دین سے بے بہرہ اور جاہل موالی قسم کے اوباس لوگ اللہ تعالیٰ کے لئے ایسے جملے بولتے ہیں۔ مثلاً اللہ میاں نے شیطان کو لات مار کر جنت سے بھگا دیا وغیرہ۔ لیکن اہل علم اور باشعور طبقہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایسے جملے بولنا یا لکھنا سخت معیوب اور خلاف شانِ الوہیت سمجھتا ہے، لہذا سخت پرہیز اور احتیاط سے کام لیتے ہوئے ایسے جملے بولنے اور لکھنے سے اجتناب کرتا ہے اور بچتا ہے۔ لیکن دین کے ٹھیکیدار ہونے کا دعویٰ کرنے والے دیوبندی پیشوا بے دھڑک شان الوہیت کی تنقیص وتوہین پر مبنی الفاظ اور جملے بولنے اور لکھنے میں کسی بھی قسم کی جھجک اور ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے اور اپنی اس حرکت مذموم سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ ہم صرف انبیاء و اولیاء کی شان میں ہی توہین وتنقیص نہیں کرتے بلکہ ہم اللہ تعالیٰ کے بھی گستاخ ہیں۔

بروایت تھانوی صاحب:۔ ''اللہ کا ہندی ترجمہ ''مَنْ مُوْھَنْ'' ہے''

ہندو لوگ جیسے اپنا بھگوان یا دیوتا مانتے ہیں، اس کو یعنی ''کرشن کنہیا'' کو وہ لوگ ''مَنْ مُوْھَنْ'' (मन मोहन) بھی کہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ شری کرشن نے ہزاروں گوپیوں کا مَنْ یعنی دل اپنی محبت میں لپیٹ کر ''موہ'' لیا تھا۔ یعنی اپنی محبت، عشق، فریفتگی اور چاہ میں لُبھا لیا تھا۔ لہذا من موہن کے معنیٰ کا یہ مطلب ہوا کہ **''اپنی محبت میں لبھا لینے والا''**۔ مَنْ موہن'' کا لفظ بولتے یا سنتے ہی ذہن کرشن کنہیا کی طرف جاتا ہے۔

وہابی دیوبندی جماعت کے حکیم الامت اور نامنہاد مجدد مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی مجلس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ''مَنْ مُوْھَنْ'' کا استعمال کیا ہے۔ ذیل میں حوالہ پیش خدمت ہے:۔

''پھر حضرت والا صاحب ملفوظ نے فرمایا کہ مولانا (اس سے مراد مولوی فضل الرحمٰن، گنج مرادآبادی) کا کشف بڑھا ہوا تھا۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ اللہ کا ترجمہ ہندی میں بتاؤ۔ خود ہی فرمایا کہ اللہ کا ہندی ترجمہ ''من موھن'' ہے۔ یہ کہہ کر چیخ ماری۔''

حوالہ:۔

(۱) **''حسن العزیز''** ناشر :۔ مکتبہ تالیفات اشرفیہ، تھانہ بھون، ضلع مظفرنگر (یو.پی.)،
جلد: ۲، حصہ: ۲، قسط: ۱۵، ملفوظ: ۳۰۱، صفحہ: ۱۰۴

(۲) **''ملفوظات حکیم الامت''** ناشر :۔ ادارہ اشرفیہ، دیوبند۔ (یو.پی.)،
جلد: ۱۸، ملفوظ: ۳۰۱، صفحہ: ۱۳۶

(۳) **''حسن العزیز''** ناشر :۔ مکتبہ تھانوی، دیوبند۔ سن طباعت ۲۰۱۴ء،
جلد: ۲، ملفوظ: ۳۰۱، صفحہ: ۱۴۹

اس عبارت کو غور اور فکر کے ساتھ پڑھنے سے قبل ایک بات ذہن نشین رکھیں کہ تھانوی صاحب کی ایک عادت یہ بھی تھی کہ تھانوی صاحب کے دماغ میں جب کوئی فتور آتا تھا اور اس فتور کی وجہ سے وہ اُوٹ پٹانگ بکواس کر کے کوئی بیہودہ بات بک دیتے تھے، تو اپنے بکواس کی ذمہ داری اپنے سر سے ہٹا دینے کے لئے وہ اپنی بکواس کو کسی بزرگ سے منسوب کر دیتے تھے۔ پھر چاہے اس بزرگ نے یہ بات کہی ہو یا نہ کہی ہو۔ تھانوی صاحب بے دھڑک اور دلیر ہو کر ڈینگ مار دیتے تھے کہ فلاں بزرگ نے ایسا کہا ہے۔ **اللہ تبارک وتعالیٰ** کا ہندی ترجمہ **''مَنْ مُوْھَنْ''** کر کے اسے تھانوی صاحب نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کی طرف منسوب کر دیا۔ اس کا ثبوت کچھ بھی نہیں۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن نے اللہ تعالیٰ کے مبارک نام کا ہندی ترجمہ ''مَنْ مُوْھَنْ'' کیا ہے، **اس کا ثبوت کیا ہے؟ کب کہا تھا؟ کہاں کہا تھا؟ کیوں کہا تھا؟ کس کے سوال کے جواب میں کہا تھا؟ مجلس عام میں کہا تھا؟ یا پھر مخصوص حضرات کی موجودگی میں مجلس خاص میں کہا تھا؟ اس وقت کون کون لوگ موجود تھے؟ عوامی سطح کے سامعین**

تھے یا پھر علماء وصفیاء تھے؟ اس واقعہ کے کون کون گواہ ہیں؟ وغیرہ امور ولوازمات سے تھانوی صاحب یک لخت عاجز وقاصر بلکہ لاَ اُبَالی اور بے پرواہ ہیں۔مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی نے یہ کہا ہے، اس کا کوئی ثبوت نہیں۔البتہ تھانوی صاحب نے اپنی مجلس میں ضرور کہا ہے۔تھانوی صاحب نے کیوں کہا ہے؟ اس کی کوئی وضاحت نہیں۔لفظ اللہ کا ہندی ترجمہ ''من موہن'' مناسب اور درست ہے، اس کی تائید وتوثیق میں کہا ہے؟ یا پھر نامناسب اور غلط ہونے کی وجہ سے اس کی تردید وتوبیخ میں کہا ہے؟ اس کی کوئی وضاحت وتفصیل نہیں؟ علاوہ ازیں تھانوی صاحب نے کس عنوان اور موضوع کے ضمن میں کہا ہے؟ کون سا باریک اور پیچیدہ نکتہ سمجھانے کے لئے بطور مثال وتمثیل سامعین کی سہل تفہیم اور بیان اسرار ورموز کے طور پر کہا ہے؟ اس کی کوئی وضاحت وتفصیل واقعہ میں مذکور نہیں۔البتہ فٹ پاتھ کے موالی اور اوباش ٹپوری لفنگے ایسے بیہودہ الفاظ و جملے ضرور بکتے رہتے ہیں۔ایسے اوباش اور آوارہ بدمعاش لوگوں کی مساوات اور متابعت کرتے ہوئے ایک مولوی ہو کر علماء کے نام پر بٹا اور دھبہ لگاتے ہوئے تھانوی صاحب فٹ پاتھ میعار کی بکواس کرتے ہوئے شان الوہیت میں توہین وتنقیص کے مرتکب ومجرم ثابت ہو رہے ہیں اور زبان حال سے اعتراف کرتے ہیں کہ ٹھٹھا، مسخری، کھلّی، توہین، تنقیص، گستاخی اور بے ادبی کرنا ہماری فطرت میں شامل ہے۔ چاہے جو کوئی بھی ہو، ولی ہو، رسول ہو یا پھر خالق کائنات رب تبارک وتعالیٰ ہو۔ہم ایسے چرباک اور زبان دراز ہیں کہ ہماری کی ہوئی گستاخی سے کوئی بھی بچ نہیں پایا۔ یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم صرف انبیاء اور اولیاء کے ہی گستاخ نہیں بلکہ بارگاہِ رب تبارک وتعالیٰ کے بھی گستاخ ہیں۔

ماٰخذ ومراجع

نمبر	اسمائے کتب	اسمائے مصنفین، مترجمین، مفسرین، مؤلفین
۱	قرآن مجید	اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام
۲	کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن	امام احمد رضا خان محقق بریلوی، المتوفی ۱۳۴۰ھ
۳	ترجمۂ قرآن	مولوی محمود الحسن۔صدر المدرس دارالعلوم دیوبند
۴	ترجمۂ قرآن	مولوی ابوالاعلیٰ مودودی۔بانی جماعت اسلامی
۵	حسن العزیز۔جلد:۴	تھانوی صاحب کے ملفوظات کا مجموعہ
۶	ملفوظات حکیم الامت۔جلد:۲۰	تھانوی صاحب کے ملفوظات کا مجموعہ
۷	حسن العزیز۔جلد:۱	تھانوی صاحب کے ملفوظات کا مجموعہ
۸	حسن العزیز۔جلد:۱	تھانوی صاحب کے ملفوظات کا مجموعہ
۹	ملفوظات حکیم الامت۔جلد:۱۷	تھانوی صاحب کے ملفوظات کا مجموعہ
۱۰	الافادات الیومیہ۔جلد:۱	تھانوی صاحب کے ملفوظات کا مجموعہ
۱۱	الافادات الیومیہ۔جلد:۲	تھانوی صاحب کے ملفوظات کا مجموعہ
۱۲	آداب الافتاء والاستفتاء	مولوی اشرف علی تھانوی
۱۳	حسن العزیز۔جلد:۲	تھانوی صاحب کے ملفوظات کا مجموعہ
۱۴	حسن العزیز۔جلد:۳	تھانوی صاحب کے ملفوظات کا مجموعہ
۱۵	ملفوظات حکیم الامت۔جلد:۱۸	تھانوی صاحب کے ملفوظات کا مجموعہ
۱۶	ملفوظات حکیم الامت۔جلد:۱۹	تھانوی صاحب کے ملفوظات کا مجموعہ
۱۷	سوانح قاسمی۔ جلد:۱	مولوی مناظر احسن گیلانی۔دارالعلوم دیوبند